1 ساختی تبدیلی
(Structural Change)

حال کو سمجھنے کے لیے ماضی کے بارے میں کچھ آگاہی کی ضرورت ہوتی ہے۔ غالبًا یہ آگاہی کسی بھی فرد، سماجی گروہ یا پورے ملک جیسے کہ ہندوستان کو بھی سمجھنے کے لیے بھی اتنا ہی ضروری ہوتا ہے۔ ہندوستان کی ایک طویل اور وسیع تاریخ ہے جہاں عہد قدیم اور عہد وسطیٰ کے بارے میں معلومات حاصل کرنا ضروری ہے وہیں اس کے نوآبادیاتی تجربے کو جاننا بھی بہت اہم ہے بالخصوص جدید ہندوستان کو سمجھنے کے لیے۔ یہ محض اس لیے نہیں کہ ہندوستان میں بہت سے جدید خیالات اور ادارے استعماریت کے ذریعے آئے بلکہ اس لیے بھی کہ جدید خیالات سے اس طرح کا سامنا باہم متناقض یا متضاد تھا۔ مثلاً نوآبادیاتی دور میں ہندوستانیوں نے مغربی روشن خیالی اور آزادی کے بارے میں پڑھا تاہم وہ ایک ایسی مغربی نوآبادیاتی حکومت کے تحت زندگی گذار رہے تھے جو ہندوستانیوں کو حریت اور آزادی دینے کی ہی منکر تھی۔ اسی طرح کے تضادات سے ہی بہت سی ساختی اور ثقافتی تبدیلیاں رونما ہوئیں جن پر باب 1 اور 2 میں بحث کی جائے گی۔

آئندہ ابواب میں ہم دیکھیں گے کہ ہماری سماجی اصلاح اور قوم پرستانہ تحریک، قوانین، سیاسی زندگی اور آئین، صنعت و زراعت، شہر اور گاؤں پر استعماریت کے ساتھ ہمارے متناقض تجربے کی کتنی گہری چھاپ ہے۔ جدیدیت کے ساتھ ہمارے مخصوص تجربات پر بھی اس کے دیرپا اثرات ہوئے۔ اپنی روزمرہ کی زندگی میں جن سے ہم دوچار ہوتے ہیں ان کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

ہمارے یہاں پارلیمانی اور قانونی نظام ہے، ایک پولیس اور تعلیمی نظام بھی ہے جو کافی حد تک برطانوی ماڈل پر ہی مبنی ہے۔ ہم برطانوی لوگوں کی طرح سڑک کے بائیں طرف چلتے ہیں۔ 'بریڈ آملیٹ' اور 'کٹ لیٹ' جیسی کھانے کی چیزیں بھی عام طور پر سڑک کے کنارے ریستورانوں اور کینٹینوں میں ملا کرتی ہیں۔ بسکٹ بنانے والی ایک مشہور کمپنی نے اپنا کا نام بھی برطانیہ کے نام پر رکھا۔ بہت سے اسکولوں میں نکٹائی پوشاک کا ایک لازمی حصہ ہے۔ ہم مغرب کی تعریف کرتے ہیں اور برائی بھی۔ عصری ہندوستان میں برطانوی استعماریت کے یہ محض چند پیچیدہ سے طور طریقے ہیں جن کی جھلک ہمیں دیکھنے کو ملتی ہے۔
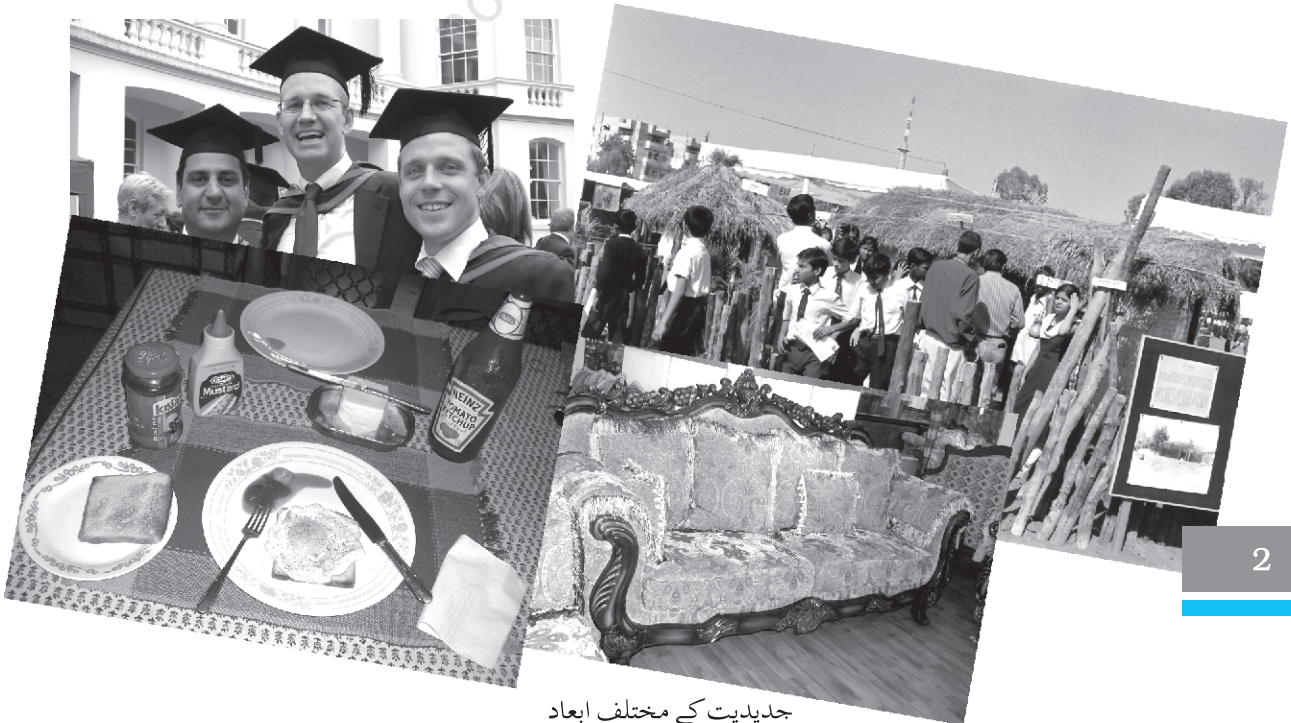
جدیدیت کے مختلف ابعاد

آیئے انگریزی زبان کی مثال لیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان میں اس کے اثرات کتنے کثیر رخی اور متناقض ہیں۔ یہ صرف غلط املے کا معاملہ نہیں ہے۔ ہندوستان میں انگریزی نہ صرف بڑے پیمانے پر استعمال کی جاتی ہے بلکہ اس میں ہندوستانیوں کی ادبی تحریریں بھی پائی جاتی ہیں۔انگریزی کے علم کے سبب ہندوستان کو نہ صرف عالمی بازار میں فوقیت حاصل ہے بلکہ یہ اب بھی امتیازی حق ومراعات کی علامت بنی ہوئی ہے۔انگریزی کا علم نہیں ہے تو روزگار کے میدان میں پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔اس کے ساتھ ہی وہ لوگ جیسے دلت وغیرہ جو رسمی تعلیم سے روایتی طور پر محروم تھے،انگریزی کی تعلیم سے ان کے لیے بھی مواقع کے دروازے کھل سکتے ہیں جو کہ پہلے بند تھے۔

عالمی طور پر مستعمل انگریزی

خاتون خانہ اور کالج کے طلباجو انگریزی جانتے ہیں BPOs میں آن لائین اسکورر کے طور پر اپنا نہایت پسندیدہ مفوضہ کام کرتے ہیں جیسا کہ کے۔ جیشی نے لکھا ہے۔ یہ کلاس روم جیسا ایک بالکل مانوس منظر ہے۔ صرف نامانوس چیز اس کی ترتیب اور تنظیم ہے۔ بلیک بورڈ کے بجائے کمپیوٹر اسکرین اور گھریلو بحیثیت ٹیچر ایشیا میں غیر انگریزی بولنے والے طلبا کے ذریعہ تحریر کیے گئے مضامین کی جانچ کا کام اختیار کیا ہے۔ یہ سب ماؤس کی ایک کلک پر انجام پاتا ہے۔ اس سلسلے میں جانچ کرنے والوں کے حوصلہ افزا تبصرات جاپان، کوریا اور چین کے طلبا کو انگریزی سیکھنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

BPOs میں آن لائین تعلیم کا کام جلد از جلد کمانے کی خواہش مندوں کے لیے خوشی کا باعث ہے ۔آپ کے اندر صرف انگریزی کا طبعی ذوق تخلیقی مہارت، کمپیوٹر کا بنیادی علم، میلوں آگے جانے اور سیکھنے کی خواہش ہونی چاہیے۔

ماخذ: دی ہندو،جمعرات 4 مئی 2006

اس باب میں ہم نے ہونے والی ساختی تبدیلیوں پر توجہ مرکوز کی ہے۔لہٰذا اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اس وسیع تاثراتی نظریے کے بجائے ایک ساخت اور نظام کے طور پر استعماریت کو واضح طور پر سمجھنے کی کوشش کی جائے جس کے سبب نئی سیاسی،معاشی،سماجی اور ساختی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔اس باب میں ہم صرف ان دو ساختی تبدیلیوں پر نظر ڈالیں گے جنھیں صنعت کاری (industrialisation) اور شہریانا یا شہرکاری (urbanisation) کہتے ہیں یہاں مخصوص نوآبادیاتی سیاق و سباق پر توجہ مرکوز کی جائے گی اور ساتھ ہی آزادی کے بعد ہونے والی ترقیات کا بھی ذکر کیا جائے گا۔

سرگرمی 1.1

عام زندگی میں استعمال کی جانے والی ایسی چیزوں جیسے فرنیچر یا غذا کی قسم یا ہندوستانی زبانوں میں کہاوتوں محاوروں وغیرہ کے بارے میں سوچیں جن کا تعلق برطانوی نوآبادیاتی دور کے ہمارے ماضی میں تلاش کیا جاسکتا ہے۔

کسی بھی ہندوستانی زبان میں ناول،افسانہ،فلم یا ٹیلی ویژن سیریل کی شناخت کریں جو استعماریت کے دور کی یاد دلاتے ہوں۔اس کے متعدد پہلوؤں پر بحث کریں۔

آپ نے فلم یا ٹیلی ویژن سیریل میں عدالتی کارروائی کا منظر دیکھا ہوگا۔کیا آپ نے ان کارروائیوں پر غور کیا ہے؟ان میں زیادہ تر برطانوی نظام سے ماخوذ ہیں۔ابھی یہ پرانی بات نہیں ہے جب ہندوستانی جج عدالت میں مصنوعی بالوں والا ٹوپ (وگ) پہنا کرتے تھے۔معلوم کیجیے کہ یہ رواج کہاں سے ماخوذ ہے۔

ان سبھی ساختی تبدیلیوں کے ساتھ ثقافتی تبدیلیاں بھی واقع ہوتی ہیں جن کے بارے میں ہم اگلے باب میں گفتگو کریں گے۔ ان دونوں کو قطعیت کے ساتھ الگ الگ کرنا مشکل ہے۔ جیسا کہ آپ دیکھیں گے کہ ثقافتی تبدیلیوں کے ذکر کیے بغیر شناختی تبدیلیوں پر بحث مشکل ہے۔

1.1 استعماریت کی تفہیم
(UNDERSTANDING COLONIALISM)

ایک سطح پر کسی ایک ملک کے ذریعہ دوسرے ملک پر حکمرانی قائم کرنا استعماریت کا سیدھا مطلب ہے۔ جدید دور میں مغربی استعماریت سب سے زیادہ اثر انداز ہوئی ہے۔ ہندوستان کی تاریخ کی ایک پہچان یہ بھی رہی ہے کہ جدید ہندوستان پر مختلف ادوار میں مختلف گروہوں نے حکومت کی ہے۔ لیکن نوآبادیاتی حکمرانی کا اثر دیگر سابقہ حکومتوں سے اس معنی میں مختلف ہے کہ اس کے سبب جو تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ ان کا دائرہ اثر کافی دور رس اور گہرا تھا۔ تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے جس میں مضبوط طاقتوں کے ذریعہ کمزوروں کے خطے کا الحاق کیا گیا اور ان پر تسلط قائم کیا گیا۔ تاہم سرمایہ داری سے قبل اور بعد میں قائم ہونے والی سلطنتوں میں کافی فرق ہے۔ سرمایہ داری دور سے قبل کے فاتحین نے کثیر مال غنیمت اور مسلسل خراج کے ذریعے اپنے غلبے کو مستحکم کیا لیکن بحیثیت مجموعی انھوں نے معاشی بنیاد کے ساتھ کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں کی۔ وہ براہِ راست خراج وصول کرتے تھے یہ معاشی زائد یا فاضل سے اخذ کیا جاتا تھا اور یہ ماتحت علاقوں میں روایتی پیداوار سے حاصل ہوتا تھا۔
(علوی (Alavi) اور شانن (Shanin) 1982)

اس کے برعکس سرمایہ دارانہ نظام پر مبنی برطانوی استعماریت نے کثیر منافع کو یقینی بنانے اور برطانوی سرمایہ داری کے مفاد کے لیے براہِ راست مداخلت کی۔ یہ ہر پالیسی برطانوی سرمایہ داری کے استحکام اور اس کی توسیع کی جانب گامزن تھی۔ مثلاً اس نے ملک کے بنیادی قوانین میں تبدیلی کی۔ انھوں نے نہ صرف یہ کہ زمین کی ملکیت کے قوانین کو تبدیل کیا بلکہ یہ بھی طے کیا کہ کون سی فصل پیدا کی جائے گی اور کون سی نہیں۔ انھوں نے مصنوعات کے شعبہ میں بھی مداخلت کی۔ اشیا کے نظامِ پیداوار اور ان کی

تقسیم کے طریقوں کو بدل دیا۔ جنگلات میں دخل اندازی کی۔ پیڑوں کی کٹائی کر کے چائے کی کاشت شروع کی۔ جنگلات سے متعلق کئی قوانین وضع کیے جن سے چرواہوں کی زندگیاں بدل گئیں۔ ان کو جنگلوں میں داخل ہونے سے روک دیا گیا جن سے ان کے مویشیوں کو پہلے چارا ملا کرتا تھا۔ درج ذیل باکس میں مختصراً بتایا گیا ہے کہ کس طرح نوآبادیاتی جنگلاتی پالیسی شمال مشرقی ہند پر اثر انداز ہوئی۔

باکس 1.1

شمالی مشرقی ہند میں نوآبادیاتی دور کی جنگلاتی پالیسی

بنگال میں ریلوے کی شروعات......ایک اہم موڑ ثابت ہوئی، آسام میں اس کی جنگلاتی پالیسی میں تبدیلی نظر آئی (اس وقت آسام صوبہ بنگال کا ایک حصہ تھا) یعنی اب اس کی پالیسی عدم مداخلت کے اصول کو چھوڑ کر سرگرم مداخلت پسندی میں بدل گئی......ریلوے سلیپروں کے مطالبہ نے آسام کے جنگلات کو نوآبادیاتی انتظامیہ کے لیے غیر پیداواری سے محصول کے نفع بخش ذرائع میں بدل دیا۔ (جس میں موجود سبھی سات شمال مشرقی ریاستیں شامل تھیں) 1861 اور 1878 کے درمیان تقریباً 269 مربع میل کا وسیع جنگل محفوظ (ریزرو) قرار دیا گیا۔ 1894 تک یہ علاقہ 3,683 مربع میل تک پھیل گیا اور بڑھتے بڑھتے 19ویں صدی کے آخر تک محکمے کے تحت جنگلات کا علاقہ 20,061 مربع میل ہو گیا جو صوبہ کے کل علاقے کا 42.2 فی صد رقبہ تھا)۔ اس میں سے 3,609 مربع میل محفوظ جنگلات پر مشتمل تھا......نمایاں طور پر ان جنگلات کا بڑا رقبہ ان پہاڑی علاقوں میں واقع تھا جن پر قبائلی لوگوں کا قبضہ تھا اور جو صدیوں سے اسی پر انحصار کرتے تھے اور فطرت کے ساتھ قریبی ہم آہنگی کے ساتھ رہا کرتے تھے۔

ہندوستان کا پہلا کریک (Creak) پل جو تھانے کے پاس ہے۔ اس کے اوپر گذرتی ہوئی ٹرین—1854

(نانگ بری، 2003)

استعماریت نے لوگوں کی آمدورفت میں نمایاں طور پر اضافہ کیا۔ ہندوستان کے ایک حصے سے دوسرے حصے میں لوگوں کی آمدورفت میں آسانی پیدا ہوئی۔ مثلاً موجودہ جھارکھنڈ سے چائے کے باغات میں کام کرنے کے لیے لوگ آسام جانے لگے۔ ایک نیا ابھرتا ہوا متوسط طبقہ (مڈل کلاس) بطور خاص بنگال اور مدراس کے برطانوی پریزیڈنسی سے سرکاری ملازمین، ڈاکٹر اور وکیل جیسے پیشہ ور لوگ ملک کے مختلف حصوں میں آنے جانے لگے۔ لوگوں کو جہازوں میں سوار کرا کر دور دراز کے ایشیائی، افریقی اور امریکی نوآبادیاتی علاقوں میں کام کرانے لے جایا گیا۔ بہت سے راستے میں فوت ہو گئے۔ اکثر واپس نہیں آسکے۔ آج بھی ان کی نسلوں کو ہندوستانی نژاد عوام کے طور پر جانا جاتا ہے۔

اپنے حکومتی کام کاج کو آسان بنانے کے لیے استعماریت نے مختلف میدانوں میں زبردست تبدیلیاں کیں۔ یہ تبدیلیاں قانونی، ثقافتی یا تعمیراتی وغیرہ میدانوں میں رونما ہوئی۔ استعماریت درحقیقت وسیع پیمانے پر اور تیزی سے لائی گئی تبدیلیوں کی کہانی

تھی۔ان میں سے بعض تبدیلیاں دانستہ طور پر انجام دی گئیں تھیں جب کہ بعض غیر ارادی طور پر۔ جیسا کہ ہم نے دیکھا کہ مغربی تعلیم کی شروعات برطانوی استعماریت کے انتظام و انصرام میں مدد کے لیے ہندوستانیوں کو تیار کرنے کی غرض سے ہوئی تھی لیکن یہ قوم پرستانہ اور نوآبادی مخالف شعور کی بیداری کا ذریعہ بنی۔

باکس 1.2

1834 سے لے کر 1920 تک ہندوستان کی بندرگاہوں سے مستقل جہاز جایا کرتے تھے۔ جن میں مختلف مذاہب، جنس، طبقات اور ذات کے لوگ ہوتے تھے۔ ان کو کم از کم پانچ سال کے لیے ماریشس کے باغات میں مزدوری کرنے کے لیے پہنچایا جاتا تھا۔ کئی دہائیوں تک لوگوں کی بھرتی کے لیے بہار میں بطور خاص پٹنہ، گیا، آرا، سارن، ترہوت، چمپارن، مونگیر (Monghyr)، بھاگل پور اور پورنیہ اضلاع کو مرکز بنایا گیا تھا۔ (پائینو 1984)

استعماریت کے ذریعہ لائی گئی ساختی تبدیلیوں کی وسعت اور گہرائی کو سمجھنے کے لیے سرمایہ داری کی چند بنیادی خصوصیات کو سمجھنا ضروری ہے۔ سرمایہ داری ایک ایسا معاشی نظام ہے جس میں پیداوار کے وسائل کی ملکیت نجی ہوتی ہے اور ایک بازاری نظام میں زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کرنے کے لیے انھیں منظّم کیا جاتا ہے۔ (ہم پہلی کتاب 'ہندوستانی سماج میں سرمایہ دارانہ بازار' پر گفتگو کر چکے ہیں)۔ مغرب میں سرمایہ داری کی شروعات ایک پیچیدہ عمل کے ذریعہ ہوئی جس میں بطور خاص یورپ کے ذریعہ باقی دنیا میں امکانات کی تلاش، دولت اور وسائل کی لوٹ، سائنس اور ٹیکنالوجی کی غیر معمولی ترقی اور صنعت و زراعت کو بروئے کار لانا بھی ہے۔ سرمایہ داری کو اس کے تحرک، قوت نمو، توسیع، اس اختراع، تکنیک اور زیادہ سے زیادہ منافع کو یقینی بنانے کے لیے محنت کے بہتر استعمال کے لیے جانا گیا۔ اس کا عالمی مزاج بھی اس کی پہچان بنا۔ ہندوستان جیسے نوآبادیاتی ملکوں میں جس طرح سے سرمایہ داری کو فروغ ملا اس کا بھی کافی اثر پڑا۔ اگلے حصے صنعت کاری اور شہر کاری میں ہم دیکھیں گے کہ استعماریت کس طرح نہایت مخصوص انداز میں ابھری۔

اگر سرمایہ داری غالب معاشی نظام ہو جائے، تو وہ قومی ریاستیں غالب سیاسی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ ہم سبھی قومی ریاستوں میں رہتے ہیں یا قومی شہریت آج ہمیں فطری دکھائی دیتی ہے۔ پہلی جنگ عظیم سے قبل بین الاقوامی سفر کے لیے پاسپورٹ کا استعمال بالعموم نہیں کیا جاتا تھا اور زیادہ تر علاقوں میں ہی کچھ لوگوں کے پاس یہ ہوا کرتا تھا۔ تاہم سماج ہمیشہ ان خطوط پر منظّم نہیں تھے۔ قومی ریاست ایک خاص قسم کی ریاست پر مشتمل ہوتی ہے، یہ جدید دنیا کی امتیازی صفت ہے۔ متعینہ سرحدوں میں حکومت کے پاس قومی خود مختاری ہوتی ہے اور اس میں رہنے والے لوگ ملک کے شہری ہوتے ہیں۔ قومی ریاستوں کا تعلق قوم پرستی کے عروج کے ساتھ کافی گہرا ہے۔ قوم پرستانہ کے نظریے کے مطابق لوگوں کے کسی بھی گروہ کو آزادی، اور قومی خود مختاری کا حق حاصل ہے۔ یہ جمہوری نظریات کے ابھرنے کا ایک اہم جز ہے۔ اس کے بارے میں آپ باب 3 میں مزید تفصیل سے مطالعہ کریں گے۔ آپ کو حیرت ہوگی کہ استعماریت کا عمل، قوم پرستی کا اصول اور جمہوری حقوق باہم متضاد ہیں۔ نوآبادیاتی حکومت کا اطلاق غیر ملکی حکمرانی پر ہوتا ہے جیسے کہ ہندوستان پر برطانوی حکمرانی، قوم پرستی کا مفہوم ہے کہ ہندوستان یا کسی بھی نوآبادیاتی سماج کے لوگوں کو خود مختار یا سوراج ہونے کا مساوی حق حاصل ہے۔ ہندوستان کے قوم پرست رہنماؤں نے اس ستم ظریفی کو جلد ہی سمجھ لیا اور اعلان کر دیا کہ آزادی یا سوراج ان کا پیدائشی حق ہے۔ انھوں نے سیاسی اور معاشی دونوں طرح کی آزادی کے لیے جنگ کی۔

1.2 شہرکاری اور صنعت کاری
(URBANISATION AND INDUSTRIALISATION)

نوآبادیاتی تجربہ (THE COLONIAL EXPERIENCE)

صنعت کاری مشین کے ذریعہ کی جانے والی پیداوار کی شروعات کی طرف اشارہ کرتی ہے جو بے جان توانائی اور وسائل جیسے بھاپ یا بجلی کے استعمال پر مبنی ہے۔ سماجیات کی نہایت معیاری مغربی درسی کتب میں ہم پڑھتے ہیں کہ انتہائی ترقی یافتہ روایتی تہذیبوں میں بھی زیادہ تر لوگ زراعت کے کاموں میں لگے ہوئے تھے۔ تکنیکی ترقی کی نسبتاً کم تر سطح میں زرعی پیداوار سے بہت ہی کم لوگوں کو الگ کرنے کی گنجائش تھی۔ اس کے برخلاف صنعتی سماج کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ زراعت کے مقابلے کارخانوں، دفتروں یا دکانوں میں برسر روزگار آبادی کی ایک بڑی اکثریت کام کرتی ہے۔ مغرب میں 90 فی صد سے زیادہ لوگ قصبوں اور شہروں میں کام کرتے ہیں جہاں زیادہ کام ملتے ہی ہیں اور نئی ملازمتوں کے مواقع بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اس لیے حیرت کی بات نہیں ہے کہ ہم عام طور پر شہرکاری کو صنعت کاری کے سے جوڑ دیتے ہیں۔ اکثر یہ عمل ساتھ ساتھ ہوتا ہے لیکن ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا۔

مثلاً برطانیہ صنعت کاری سے گزرنے والا پہلا سماج تھا اور دیہی ملک سے نمایاں طور پر ایک شہری ملک بننے میں بھی سب سے پہلا تھا۔

جے پور

چنئی

1800 میں 10,000 باشندوں والے قصبوں اور شہروں میں پوری آبادی کے 20 فی صد لوگ رہتے تھے۔ 1900 تک یہ تناسب بڑھ کر 74 فی صد کا ہو گیا۔ دارالحکومت لندن میں 1800 میں تقریباً 1.1 ملین لوگ رہا کرتے تھے۔ بیسویں صدی کی شروعات تک آبادی کا حجم اتنا بڑھ گیا کہ اس کی تعداد 7 ملین تک ہو گئی۔ لندن اس وقت تک دنیا کا سب سے بڑا شہر تھا۔ یہ ایک بڑا صنعتی، تجارتی اور مالیاتی مرکز تھا جو مستقل پھیلتی ہوئی برطانوی سلطنت کا مرکز بن چکا تھا۔ (گڈنس: 2001: 572)

برطانوی صنعت کاری ہندوستان کے بعض شعبوں میں عدم صنعت کاری (deindustrialisation) کا سبب ہوئی۔ قدیم شہری مراکز زوال پذیر ہوئے۔ برطانوی صنعت میں تیزی مینچسٹر کے مقابلے کے باعث ہندوستان سے تیار کپاس اور ریشم مصنوعات کی روایتی برآمدات میں بھی گراوٹ کا سبب ہوئی۔ یہ دور سورت اور مسولی پٹنم جیسے شہروں کا زوال اور ممبئی و مدراس کے عروج کا بھی شاہد ہے۔ برطانیہ نے جب ہندوستانی ریاستوں پر قبضہ کیا تو تنجور، ڈھاکہ اور مرشدآباد جیسے شہروں کے درباروں کو بھی زوال ہوا اور ان درباروں سے وابستہ کاریگروں اور اس سے متعلق لوگوں کا بھی زوال ہوا۔ انیسویں صدی کے آخر میں ہندوستان کے چند جدید شہروں میں مشینی صنعتیں لگانے کے ساتھ ساتھ بعض شہروں کی آبادی کافی بڑھ گئی۔

ڈھاکہ یا مرشدآباد کی اعلا معیار کی ریشم اور سوت جیسے آسائشی اشیا تیار کرنے والے شہری صنعت پر ملکی دربار کے مطالبہ میں کمی اور بیرونی ممالک کے بازار (جن پر وہ کافی حد تک منحصر تھے) کے تقریباً ساتھ ساتھ واقع ہونے والے سقوط کے سبب زبردست چوٹ پڑی۔ اندرونی علاقوں کی دیہی دست کاری پر اور خاص کر مشرق کے ان علاقوں کے علاوہ جہاں انگریزوں کا داخلہ سب سے پہلے اور کافی گہرائی تک تھا، غالباً زیادہ عرصے تک محفوظ رہیاں پر ریلوے کی وسعت کے ساتھ زبردست اثر ہوا۔(سرکار 1983:29)

ممبئی

برطانیہ میں صنعت کاری کے اثر سے زیادہ تر لوگ شہری علاقوں کی طرف منتقل ہوئے لیکن اس کے برعکس ہندوستان میں اس برطانوی صنعت کاری کے ابتدائی اثر سے لوگوں نے زراعت کی طرف رخ کیا؛ ہندوستان کی مردم شماری اسے واضح طور پر ثابت کرتی ہے۔

باکس 1.3

ہندوستان کی مردم شماری رپورٹ، 1911
(The Census of India Report, 1911)
جلد 1، صفحہ 408

ہندوستان میں سستے یورپی کپڑوں اور برتنوں کی وسیع درآمدات اور خود مغربی قسم کی مختلف فیکٹریوں کے ہندوستان میں قائم ہونے کے سبب بہت سی دیسی صنعتوں کا تقریباً صفایا ہی ہوگیا۔ زرعی پیداوار کی اونچی قیمتوں کو دیکھتے ہوئے دیہی کاریگروں نے اپنے خاندانی پیشہ کو چھوڑ کر کھیتی کرنا شروع کردی۔ اس ذ۔ می تنظیم کا انتشار ہر حصے میں الگ الگ رفتار سے ہوا۔ زیادہ ترقی یافتہ صوبوں میں یہ تبدیلی زیادہ نمایاں دیکھی گئی۔

سماجیاتی تحریروں میں ہندوستان میں استعماریت کے متناقض اور غیر مطلوبہ نتائج کے بارے میں اکثر ذکر کیا جاتا ہے۔ مغربی صنعت کاری اور اس کے نتیجے میں ابھرنے والے متوسط طبقے کا موازنہ ہندوستان میں صنعت کاری کے تجربات کے ساتھ کیا جاتا رہا ہے۔ ایسی ہی ایک جھلک باکس میں دی گئی تفصیل سے ملتی ہے۔ درج ذیل دلیل سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ صنعت کاری کا مطلب صرف مشینوں پر مبنی مصنوعات ہی نہیں بلکہ یہ ایک نئے سماجی گروہوں اور نئے سماجی تعلقات کے مضبوط ہونے کی کہانی بھی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ ہندوستان کی سماجی ساخت میں تبدیلیوں کے بارے میں ہے۔

باکس 1.4

ایسٹ انڈیا کمپنی اور بعدازاں برطانوی حکومت نے جو متبادل پیش کیے ان میں زمین کی ملکیت اور انگریزی میں تعلیم کی سہولیات شامل تھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی کو زرعی پیداواریت سے کوئی تعلق نہیں تھا اور دوسرے کو ہندوستانی روایت کے اصل دھارے سے کیوں یہ دونوں مناسب متوسط طبقہ نہیں پیدا کر سکے۔ ہم بخوبی جانتے ہیں کہ زمین دار زمین کے طفیلی بن گئے اور گریجویٹ محض ملازمت کے تلاش کرنے والے (مکھرجی 1979:114)

برطانوی سامراج کے معاشی نظام میں شہروں کا کردار نہایت اہم تھا۔ ممبئی، کولکاتا اور چنئی جیسے ساحلی شہروں

سرگرمی 1.2

- تینوں شہروں کی شروعات کے بارے میں مزید دریافت کریں۔
- ان کے قدیم ناموں کے بارے میں بھی مزید معلومات حاصل کریں جنھیں بدل کر اب بمبئی سے ممبئی، مدراس سے چنئی، کلکتہ سے کولکاتہ، بنگلور سے بنگلورو کیا گیا ہے۔
- دیگر نوآبادیاتی شہروں کی ترقی کے بارے میں پتہ لگائیں۔

کو موافق مانا گیا۔ کیوں کہ ان مقامات سے قابل استعمال ضروری اشیا کو آسانی سے برآمد کیا جاسکتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی تیار شدہ اشیا کو سستی لاگت میں درآمد بھی کیا جاسکتا تھا۔ نوآبادیاتی شہر برطانیہ میں واقع معاشی مراکز اور نوآبادیاتی ہندوستان میں حاشیے پر واقع شہروں کے درمیان اہم کڑی تھے۔ اس طرح یہ شہر عالمی سرمایہ داری کی ٹھوس مثال تھے۔ مثلاً برطانوی ہندوستان میں ممبئی کی منصوبہ بندی کی گئی اور اسے نئے سرے سے ترقی دی گئی۔ 1900 تک ہندوستان کا ایک تہائی کچے کپاس کو جہاز سے باہر بھیجا جاچکا تھا۔ کولکاتا سے جوٹ کی برآمد ہوتی تھی جب کہ چنئی سے قہوہ، چینی، نیل اور کپاس برطانیہ کو برآمد کیا جاتا تھا۔

باکس 1.5

جنوبی ایشیا کے نوآبادیاتی شہر کا ایک ماڈل

یورپی شہر میں...... وسیع بنگلے، سجے ہوئے مکانات، منصوبہ بند سڑکیں، سڑک کے دونوں کناروں پر درخت...... دوپہر اور شام کو ملاقات کے لیے کلب...... کھلی جگھوں کو مغربی تفریحی سہولیات جیسے گھڑ دوڑ، گولف، فٹ بال اور کرکٹ کے لیے محفوظ رکھا گیا تھا؛ جب پینے کے لیے پانی کی فراہمی، بجلی کے کنکشن، گندے پانی کی نکاسی کے انتظامات دستیاب تھے یا تکنیکی طور پر ممکن تھے یورپی شہر کے باشندوں نے ان کا بھرپور استعمال کیا لیکن ان سہولتوں کا استعمال صرف یورپ نژاد کے لیے ہی تھا (دتّ :1993:361)

نوآبادیاتی دور میں شہرکاری کے سبب پرانے شہروں کا وجود کمزور ہوتا گیا اور ان کی جگہ نئے نئے نوآبادیاتی شہر ابھرے۔ کولکاتا ایسا پہلا شہر تھا۔ 1690 میں ایک انگریز تاجر جاب چارناک نامی نے ہگلی ندی کے ساحل سے متصل تین گاؤں (کولکاتہ، گووند پور اور سوتانتی) کو پٹے پر لیا۔ اس کا مقصد ان تینوں گاؤوں میں تجارتی مراکز بنانا تھا۔ ہگلی ندی کے کنارے ہی 1698 میں فورٹ ولیم کو دفاعی مقاصد کے لیے قائم کیا گیا اور قلعہ سے متصل علاقے کو عسکری مصروفیات کے لیے صاف کیا گیا۔ قلعہ اور کھلے علاقے کو شہر کا مرکز قرار دیا گیا۔ یہ شہر تیزی کے ساتھ ابھرا۔

چائے کی باغ بانی (THE TEA PLANTATIONS)

یہ پہلے ہی بیان کیا جاچکا ہے کہ ہندوستان میں صنعت کاری اور شہرکاری برطانیہ کی طرح نہیں ہوئی۔ اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ صنعت کاری کی شروعات دیر سے ہوئی بلکہ جدید دور میں ہماری ابتدائی صنعت کاری اور شہرکاری نوآبادیاتی مفادات کو دیکھتے ہوئے کی گئی تھی۔

یہاں ہم مختلف صنعتوں کے بارے میں تفصیل سے بات نہیں کرسکتے بلکہ ہندوستان میں صرف چائے کی باغ بانی یا صنعت کو بطور مثال پیش کریں گے۔

چائے کا باغ

چائے کی پتیاں توڑتی ہوئی خاتون

باضابطہ رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ نوآبادیاتی حکومت کس طرح مزدوروں کی بھرتی غلط طریقے سے کرتی تھی اور ان سے جبری طور پر کام لیا کرتی تھی۔ یہ عمل واضح طور پر برطانوی باغ بانوں کے مفاد میں انجام دیا جاتا تھا۔ کہانیوں اور دیگر روداوں سے ہمیں اس صنعت میں باغ بانوں کی زندگی کی جھلک ملتی ہے۔

نوآبادیاتی منتظمین یہ مان کر چلتے تھے کہ باغات کے مالکان کے مفاد کو یقینی بنانے کے لیے مزدوروں کے خلاف سخت سے سخت اقدامات کیے جانے ضروری ہیں۔ وہ اس بات سے بھی مکمل طور پر آگاہ تھے کہ نوآبادیاتی ملک کے قوانین ان جمہوری اصولوں سے بندھے نہیں رہ سکتے جن کی پابندی وہ اپنے ملک میں کرتے ہیں۔

باکس 1.6

مزدوروں کی بھرتی کس طرح ہوتی تھی؟

1851 میں چائے صنعتوں کی ہندوستان میں شروعات ہوئی۔ زیادہ تر چائے کے باغات آسام میں تھے۔ 1903 تک 4,79,000 مستقل اور 93,000 عارضی ملازمین یہاں کام کرتے تھے۔ چوں کہ آسام کی آبادی گھنی نہیں تھی اور چائے کے باغات زیادہ تر سنسان پہاڑی علاقوں میں واقع تھے۔ اس لیے بڑی تعداد میں مزدوروں کو دوسرے صوبوں سے لانے کی ضرورت تھی۔ دوردراز کے مقامات سے ہر سال ہزاروں لوگوں کو ایسے اجنبی مقامات میں رکھنا جہاں کی آب وہوا غیر صحت مند ہو اور عجیب وغریب بخار سے متاثر جہاں مالیاتی اور دیگر ترغیبات کی ضرورت تھی لیکن اسے دینے کے لیے باغات کے مالک آمادہ نہیں تھے۔ اس کے بجائے انھوں نے فریب دہی اور جبر کا سہارا لیا۔ انھوں نے حکومت سے مدد طلب کی اور تعزیری قوانین پاس کروا کے اپنے جرم میں حکومت کو معاون بنایا...... آسام کے چائے باغات کے لیے مزدوروں کی بھرتی سالوں تک ہوتی رہی۔ یہ کام زیادہ تر ٹھیکے داروں کے ذریعہ بنگال کے ٹرانسپورٹ آف نیٹو لیبرز ایکٹ نمبر The Transport of Native(III) Labourers Act(No.III)، 1863 کے شقوں کے ذریعہ انجام دیا گیا۔ اس میں 1865، 1870 اور 1873 میں ترمیم کی گئی۔

باکس 1.7

کرزن کی تقریر II سے ماخوذ صفحہ 9–238

آسام جانے والے مزدور دراصل اقرار نامے کے تحت کئی سالوں کے لیے وہاں گئے تھے۔ معاہدہ پورا نہ کر پانے کی صورت میں سزا کو منظوری دے کر حکومت نے باغات کے مالکوں کی مدد کی تھی۔

اس خیال کو لا ممبر ٹی. رالیکھ نے 1901 کے آسام لیبر اینڈ امیگریشن بل پر بولتے ہوئے واضح کیا تھا؛ کہ ''پٹے پر یا معاہدے کے تحت لیے گئے مزدوروں کے لیے اس بل کے ذریعہ یہ مجاز بنایا گیا ہے۔ آسام کے لیے قرار سے قبل وہ اچھی طرح جان لیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور ان کو چار سال کے اپنے وعدے کو نبھانا ہے اور انھیں اگر وہ اسے انجام دینے میں ناکام رہتے ہیں تو انھیں

گرفتار کر کے جیل میں ڈالنے کی دھمکی دی جاسکتی ہے۔ مالک اور نوکر سے متعلق عام قانون میں اس طرح کی شرائط نہیں رہتیں لیکن ہم نے قصداً اور آسام کے چائے باغات کے مالکان کے فائدے کے لیے برطانوی ہندوستان میں انھیں قانون کا حصہ بنایا ہے......حقیقت تو یہی ہے کہ اس قانون بنانے کا اصل محرک چائے باغ مالکان کا مفاد ہے نہ کہ قلی (مزدور) کا مفاد دیکھنا۔

(بحوالہ: آئی سی پی، 1901، جلد XI، صفحہ 133، چندر 2–1966:361)

باکس 1.6 اور 1.7 کے لیے مشق

مندرجہ بالا باکس کو پڑھیں اور بحث کریں:

- کام کو منضبط کرنے میں نوآبادیاتی حکومت اور اس کی قانون سازی کا کردار۔
- برطانوی چائے باغ مالکان کی مدد میں نوآبادیاتی ریاست کا کردار۔
- دریافت کریں کہ آج کل ان مزدوروں کی نسلیں کہاں کام کرتی اور رہتی ہیں۔

مزدوروں کی زندگیوں کے بارے میں جاننے کے بعد یہ ضروری ہے کہ دیکھیں کہ چائے باغات کے مالک کیسے رہا کرتے تھے۔

باکس 1.8

باغات کے مالک کیسے رہا کرتے تھے؟

سامان لادنے اور اتارنے کے لیے پربت پوری ایک اہم جگہ تھی۔ پربت پوری کے آس پاس کے باغات کے صاحب بہادر انگریز منیجر اور ان کی میمیں ہمیشہ اسٹیمر سے اترا کرتی تھیں۔ ویسے تو ان کے باغات دور دراز ہی واقع تھے لیکن ان کی زندگی عیش و آرام سے گزرتی تھی۔ ان کے وسیع بنگلے مضبوط لکڑی کے پائے پر واقع تھے اور گھرے ہوئے تھے تاکہ جانوروں سے محفوظ رہیں۔ اس بنگلے کے چاروں طرف مخملیں باغ تھے جن کی رونق رنگ برنگے پھولوں کی قطاروں سے بڑھ جاتی تھی......انھوں نے بڑی تعداد میں مالیوں، باورچیوں اور نجی نوکروں یا بیروں کی اس طرح تربیت کر رکھی تھی کہ وہ بہتر سے بہتر خدمات انجام دے سکیں۔ ان کے وسیع برآمدے والے بنگلے اس خاص طرز کے نوکروں کی فوج کی خدمات کی انجام دہی کے سبب چمکتے دمکتے رہا کرتے تھے۔

بے شک، ہر چیز خواہ برتن صاف کرنے کا پاؤڈر ہو یا خمیر ملا ہوا آٹا سیفٹی پن سے لے کر چاندی کے برتن تک، خوب صورت ملائم ناٹنگھم لینس والی میز پوشوں سے لے کر نہانے کے صابنوں تک سب کچھ اسٹیمروں کے ذریعہ ندی کنارے آیا کرتے تھے۔ لوہے، کاربن اور سلیکان ملا کر ڈھالے گئے سخت دھات کے بڑے بڑے نہانے کے ٹب جو کہ انتہائی بڑے بڑے حماموں میں رکھے جایا کرتے تھے، انھیں ہر دن صبح صبح بھشتی بنگلے کے کنویں کے پانی سے بھر دیا کرتا تھا۔ یہ نہانے کے ٹب بھی درحقیقت اسٹیمر سے ہی آتے تھے۔ (پھوکن 2005)

آزاد ہندوستان میں صنعت کاری
(INDUSTRIALISATION IN INDEPENDENT INDIA)

پچھلے حصے میں ہم نے دیکھا کہ ہندوستان میں ہونے والی صنعت کاری اور شہر کاری میں نوآبادیاتی ریاست نے کس طرح اہم کردار نبھایا۔ اس حصے میں ہم مختصراً جانیں گے کہ صنعت کاری کو فروغ دینے میں آزاد ہندوستانی ریاست نے کس طرح سرگرم کردار ادا کیا۔ ہندوستان میں صنعت کے نمو پر استعماریت نے جو اثر ڈالا وہ ایک طرح کا جوابی عمل بھی تھا۔ باب 5 میں ہم ہندوستانی صنعت کاری اور اس میں آنے والی تبدیلیوں خاص کر 1990 کے بعد ہوئی نرم کاری کے بارے میں بحث کریں گے۔

سرگرمی 1.3

آپ سب امُول مکھن اور اس کی دیگر مصنوعات سے تو واقف ہوں گے۔ معلوم کریں کس طرح اس دودھ کی صنعت کی شروعات ہوئی؟

ہندوستانی قوم پرستوں کے لیے نوآبادیاتی حکمرانی کے تحت ہونے والا معاشی استحصال ایک بنیادی مسئلہ تھا۔ استعماریت سے پہلے کے ہندوستان کی جو تصویر حکایتوں اور روایتوں سے ابھرتی ہے وہ ہندوستان کی خوش حالی کا اظہار تھی۔ یہ شبیہہ برطانوی ہندوستان کی غربت کی شبیہہ سے بالکل متضاد تھی۔ سودیشی تحریک کے ذریعہ ہندوستان کی معیشت کے تئیں۔ وفاداری میں مزید اضافہ ہوا۔ جدید خیالات نے لوگوں کو احساس دلایا کہ غریبی کو روکا جا سکتا ہے۔ ہندوستانی قوم پرستوں نے خیال کیا کہ معیشت کی تیز ترین صنعت کاری وہ راستہ ہے جس کے ذریعہ ترقی اور سماجی برابری دونوں کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔ بھاری اور مشین بنانے والی صنعتوں کی ترقی، عوامی شعبہ کی توسیع اور بڑے کوآپریٹو سیکٹر کے قیام کو نہایت اہم سمجھا گیا۔

جواہر لعل نہرو نے ایک جدید اور خوش حال ہندوستان کا خواب دیکھا۔ اس کی بنیاد بڑے اسٹیل کارخانوں یا بڑے اور اونچے باندھوں اور برقی مراکز پر رکھی جانی ہے۔ آپ بھاکڑا نانگل بند پر نہرو کے خیالات دیکھیں۔

> ہمارے انجینیئر ہمیں بتاتے ہیں کہ غالباً اس کے جیسا بڑا اور اونچا بند دنیا میں کہیں نہیں ہے۔ اس کے کام میں دشواریاں اور پیچیدگیاں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ جب میں اس کے آس پاس گھوم رہا تھا تو میرے دل میں یہ خیال آیا کہ ان دنوں لوگ بڑے مندروں، مسجدوں اور گرودواروں میں نوع انسانی کی بھلائی کے کام کرتے ہیں۔ اس وسیع بھاکڑہ نانگل سے بہتر اور بڑی کون سی جگہ ہوگی جہاں ہزاروں لاکھوں لوگوں نے ایک ساتھ کام کیا۔ لوگوں نے یہاں اپنا خون پسینہ بہایا اور یہاں تک کہ اپنی جانیں قربان کردیں۔ اس سے اچھی اور کون سی جگہ ہوگی؟ (نہرو 1980:214)

باکس 1.9

1938 میں آزادی کے تقریباً ایک دہائی قبل قومی منصوبہ بندی کمیٹی کی تشکیل ہوئی تھی جس کے چیئرمین جواہر لعل نہرو اور کے۔ ٹی۔ شاہ جنرل آڈیٹر تھے۔ اسے انڈین نیشنل کانگریس کے ذریعہ قائم کیا گیا تھا۔ 1939 میں کمیٹی نے اپنا کام شروع کیا، لیکن یہ زیادہ آگے نہیں بڑھ پائی کیوں کہ اس کے چیرمین نہرو کو برطانوی حکومت نے گرفتار کرلیا اور بعد میں عالمی جنگ بھی شروع ہوگئی۔ ان رکاوٹوں کے باوجود 29 ذیلی کمیٹیوں کی تشکیل ہوئی جنھیں قومی زندگی کے تمام پہلوؤں کے مدنظر آٹھ گروپوں میں تقسیم کیا جانا تھا اور مقررہ منصوبے کے مطابق کام کرنا تھا۔ اہم شعبوں پر کمیٹی نے اپنی توجہ مبذول کی وہ درج ذیل ہیں۔

(a) زراعت اورابتدائی پیداوار کے دیگر وسائل
(b) صنعتیں یا پیداوار کے ثانوی وسائل
(c) انسانی عامل: لیبر اور آبادی
(d) مبادلہ اور مالیات
(e) عوامی سہولیات: نقل وحمل اور مواصلات
(f) سماجی خدمات: صحت اور ہاؤسنگ
(g) تعلیم: عام اور تکنیکی
(h) منصوبہ بند معیشت میں عورتوں کا کردار

ذیلی کمیٹیوں میں بعض نے اپنی آخری رپورٹیں اورمتعدد دیگر عارضی رپورٹیں ہندوستان کی آزادی سے قبل داخل کیں۔1948-49 میں کئی رپورٹیں پیش کی گئیں۔

پلاننگ کمیشن مارچ 1950 میں حکومت ہند کی ایک قرارداد کے ذریعہ قائم کیا گیا۔ یہ قرارداد کمیشن کے کام کاج اور دائرۂ عمل کو متعین کرتا ہے۔

سرگرمی 1.4

آزادی کے بعد کے سالوں میں ہندوستان میں کئی صنعتی شہروں کی شروعات اور ترقی ہوئی۔ غالباً آپ میں سے کچھ ایسے شہروں میں رہتے بھی ہوں گے۔

- بوکارو، بھیلائی، رورکیلا اور درگاپور جیسے شہروں کے بارے میں معلومات یکجا کریں۔ کیا آپ کے علاقے میں بھی ایسے شہر ہیں؟
- کیا آپ کو ان شہروں کے بارے میں خبر معلوم ہے جو فرٹیلائزر پلانٹ اور تیل کے کنوؤں کے آس پاس بسے ہوئے ہیں۔
- اگر آپ کے خطے میں کوئی ایسا شہر نہیں موجود ہے تو معلوم کریں کہ ایسا کیوں ہے؟

آزاد ہندوستان میں شہر کاری
(URBANISATION IN INDEPENDENT INDIA)

آپ کو ہندوستان میں مستقل شہر کاری کے بارے میں تو ضرور پتہ ہوگا۔ عالم کاری کے حالیہ برسوں میں شہروں کی زیادہ سے زیادہ توسیع ہوئی ہے اور اس میں تبدیلیاں آئی ہیں۔ باب 6 میں اس کے بارے میں تفصیل سے ذکر کیا جائے گا۔ ہندوستان میں 21 صدی میں شہر کاری کا عمل بہت تیز ہوتا نظر آتا ہے۔ حکومت ہند کا 'اسمارٹ سٹی' منصوبہ اسی رفتار کو مزید تیز کرنے میں اہم کردار ادا کرے گا۔ اکیسویں صدی کے ہندوستان میں حکومت ہند کے شروع کردہ ''اسمارٹ شہر'' کے حوصلہ مند اسکیم کی وجہ سے شہر کاری کی رفتار کافی تیز ہو جائے گی۔ ہم سماجیاتی نظریے سے ہندوستان میں شہر کاری کی مختلف اقسام کو دیکھیں گے۔

ایک شہری گاؤں کا منظر

آزادی کے بعد کی دو دہائیوں میں ہندوستان میں شہر کاری کا اثر واضح طور پر نظر آنے لگا تھا۔ شہر کاری کئی طرح سے ہو رہی

تھی۔اس پر خیال ظاہر کرتے ہوئے ماہر سماجیات ایم۔ایس۔اے۔راؤ نے لکھا ہے کہ ہندوستان کے کئی گاؤں بھی تیزی سے کثیر آبادی والے شہر کے زیر اثر آرہے ہیں۔شہر یا قصبے سے گاؤوں کے تعلق کی نوعیت طے کرتی ہے کہ شہر کے اس پر کیسے اثرات ہوں گے۔انھوں نے شہری اثرات کی تین مختلف صورتوں کا بیان کیا ہے جیسا کہ باکس میں دیا گیا ہے۔

باکس 1.10

سب سے پہلے تو وہ گاؤں آتے ہیں جہاں سے خاصی تعداد میں لوگ دور دراز کے شہروں میں روزگار کے لیے جاتے ہیں۔وہ ان شہروں میں رہتے ہیں لیکن ان کے خاندان کے ارکان گاؤں میں ہی رہتے ہیں۔شمال مغربی ہندوستان کے ایک گاؤں مادھوپور میں 298 گھروں میں 77 گھر ایسے ہیں جن کے ممبر مہاجر ہیں اور کل مہاجروں میں نصف سے تھوڑا کم ہیں جو ممبئی اور کولکاتہ میں کام کرتے ہیں۔کل مہاجروں میں 75 فی صد ایسے ہیں جو گاؤں میں اپنے کنبہ کو باقاعدہ طور پر رقم بھیجتے ہیں اور 83 فی صد مہاجر ہر سال یا چار سے پانچ بار یا دو سال میں ایک بار اپنے گاؤں آتے ہیں۔بہت سارے مہاجر صرف ہندوستانی شہروں میں ہی نہیں بلکہ غیر ملکوں میں بھی رہتے ہیں جیسے کہ گجرات کے گاؤں کے کئی مہاجر افریقہ اور برطانیہ کے شہروں میں ہیں۔ان لوگوں نے اپنے گاؤں میں جدید فیشن کے مکان بھی بنائے ہیں۔انھوں نے زمین و جائیداد میں سرمایہ کاری کی ہے اور تعلیمی ادارے اور فلاح و بہبود کے لیے قائم ٹرسٹوں کو چندہ بھی دیا ہے......

دوسری طرح کے شہری اثرات ان گاؤں میں دیکھے جاتے ہیں جو صنعتی شہروں کے قریب واقع ہیں۔جب ایک بھیلائی جیسا صنعتی شہر ابھرتا ہے تو اس کے آس پاس کے کچھ گاؤں کی پوری زمین اس شہر کا حصہ بن جاتی ہے جب کہ کچھ گاؤں کی زمین جزوی طور پر حاصل کر لی جاتی ہے۔ایسے شہروں میں مہاجر آتے ہی رہتے ہیں جس سے گاؤں میں مکانوں کا مطالبہ بڑھ جاتا ہے اور بازار کی توسیع ہوتی ہے۔اس کے ساتھ ہی مقامی باشندوں اور مہاجروں کے بیچ کے رشتوں کو متوازن کرنے کا مسئلہ بھی پیدا ہو جاتا ہے۔

بڑے شہروں کی نمو اور ترقی تیسرے قسم کا شہری اثر ہے جس سے قریبی گاؤں متاثر ہوتے ہیں۔شہروں کی توسیع میں کچھ سرحدی گاؤں پوری طرح سے شہر کی وسعت میں کھو جاتے ہیں جب کہ وہ علاقے جہاں لوگ نہیں رہتے شہری ترقی کے لیے استعمال کر لیے جاتے ہیں۔

(راؤ: 1974:486–490)

باکس 1.10 کے لیے مشق

درج بالا بیان کو غور سے پڑھیں۔غالباً آپ نے کچھ الگ قسم کا یا اوپر دی گئی قسم کی شہرکاری دیکھی اور تجربہ کیا ہوگا،اس کے بارے میں مختصراً لکھیں۔سبھی طلبا ایک دوسرے کے تجربات پر غور کریں۔

منتخب میٹروپولیٹن شہروں (اربن اگلومریشن) کی آبادی

ہندوستان میں شہری آبادی اور اربن اگلومریشن / قصبے

(1951-2011)
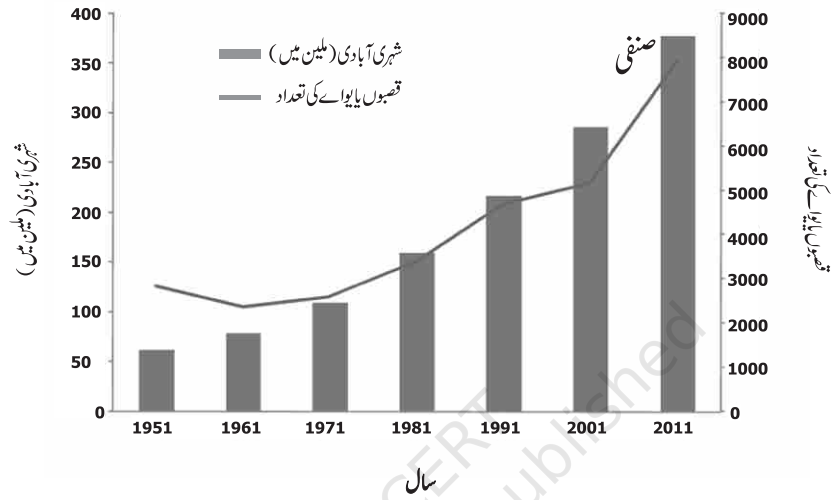
منتخب میٹروپولیٹن شہروں میں آبادی کی دس سالہ ترقی کی شرح (فی صد میں)

ہندوستان میں شہری آبادی

کی شرح اور فی صد

(1951-2011)
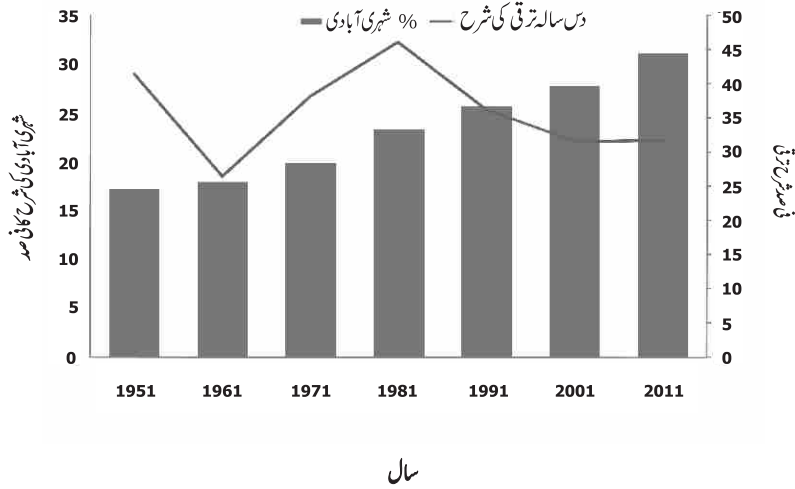
ماحصل (CONCLUSION)

اب کو یہ واضح ہو گیا ہوگا کہ استعماریت صرف تاریخ کا موضوع ہی نہیں بلکہ یہ آج بھی ہماری روزمرہ کی زندگی میں پیچیدہ طور پر موجود ہے۔اس باب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صنعت کاری اور شہر کاری کا مطلب صرف نظام پیداوار میں تبدیلیاں تکنیکی اختراعات، بستیوں کا گھنا ہونا ہی نہیں بلکہ ہماری طرز زندگی بھی ہے ورتھ 1938۔آپ آزاد ہندوستان میں صنعت کاری اور شہر کاری کے بارے میں مزید تفصیل کے ساتھ باب 5 اور 6 میں پڑھیں گے۔

1۔ استعماریت کا ہماری زندگی پر کس طرح اثر پڑا ہے؟ آپ یا تو کسی ایک پہلو جیسے ثقافت یا سیاست کو مرکز میں رکھ کر یا سارے پہلوؤں کو جوڑ کر تجزیہ کر سکتے ہیں۔

2۔ صنعت کاری اور شہر کاری باہمی تعلق عمل ہے، بحث کیجیے۔

3۔ کسی ایسے شہر یا قصبے کو منتخب کریں جس سے آپ اچھی طرح واقف ہوں۔اس شہر یا قصبے کی تاریخ، اس کی ابتدا اور ارتقا اور موجودہ صورتحال پر غور کریں۔

4۔ کیا آپ ایک چھوٹے قصبے میں یا بہت بڑے شہر یا نیم شہری بستیوں میں رہتے ہیں؟

- جہاں آپ رہتے ہیں، اس جگہ کا بیان کریں۔
- وہاں کی خصوصیات کیا ہیں، آپ کو کیوں لگتا ہے کہ وہ ایک قصبہ ہے، شہر نہیں، ایک گاؤں ہے قصبہ نہیں یا شہر ہے گاؤں نہیں؟
- جہاں آپ رہتے ہیں کیا وہاں کوئی کارخانہ ہے؟
- کیا لوگوں کا خاص پیشہ زراعت ہے؟
- کیا پیشہ ورانہ مزاج فیصلہ کن انداز میں موثر ہے؟
- کیا وہاں عمارتیں ہیں؟
- کیا وہاں تعلیمی مواقع دستیاب ہیں؟
- لوگ وہاں کیسے رہتے ہیں اور کیسا برتاؤ کرتے ہیں؟
- لوگ کس طرح بات کرتے اور کیسے کپڑے پہنتے ہیں؟

حوالہ جات (REFERENCES)

Alavi, Hamza and Teodor Shanin Ed. 1982. *Introduction to the Sociology of Developing Societies.* The Macmillan Press. London.

Chandra, Bipan. 1977. *The Rise and Growth of Economic Nationalism.* People's Publishing House. New Delhi.

Dutt, A.K. 1993. "From Colonial City to Global City: The Far from Complete Spatial Transformation of Calcutta" in Brunn S.D.and Williams J.F. Ed. *Cities of the World.* pp. 351-388. Harper Collins. New York.

Giddens, Anthony. 2001. *Sociology* (Fourth edition). Cambridge. Polity.

Mukherjee, D.P. 1979. *Sociology of Indian Culture.* Rawat. Jaipur.

Nehru, Jawaharlal. 1980. *An Anthology.* Ed. by S. Gopal. Oxford University Press. New Delhi,

Nongbri, Tiplut. 2003. *Development, Ethnicity and Gender: Select Essays on Tribes in India.* Rawat. Jaipur/Delhi.

Mitra and Phukan. 2005. *The Collector's Wife.* Penguin Books. New Delhi.

Pineo, H.I.T.F. 1984. Land way: The Life History of Indian Cane Workers in Mauritius. Moka: Mahatma Gandhi Institute.

Rao, M.S.A. Ed. 1974. Urban Sociology in India: Reader and Source Book. Orient Longman. Delhi.

Sarkar, Sumit. 1983. Modern India 1885 -1947. Macmillan. Madras.

Wirth, Louis. 1938. 'Urbanism as away of life'. American Journal of Sociology. 44.